اسلامی قانونِ فوجداری میں خواتین، اہل کتاب اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں کی دیت کی تحدید

فقہی مکاتب اربعہ کا علمی و تقابلی جائزہ

Awarding Diyyat of Women, People of the Book and other Minorities, in Islamic Criminal Law: A Scientific and Comparative analysis of the Four Schools of Islamic Jurisprudence

مقالہ نگار: **عطاءالرحمٰن**

پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

معاون مقالہ نگار: **پروفیسر ڈاکٹر مشتاق احمد**

ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

Attaurrahman75.mardan@gmail.com

Abstract

Islam as a religion, and code of life it encompasses all individual and collective dimensions of life. The basic objective of *Deen* and very essence is to unburden humanity, bring comfort, and ensure *Usar* to human lives. Islam ensures safety to life, safety to property, protection of sanity, Honor and self-respect and jealously guards these precincts through an ideal Islamic civil and criminal codes. It leaves least chance for communal and cult biases. Muslim Jurists have left no stone unturned to avert possibilities of *dharar* through scholastic acumen. Among all other aspects, protection of life and averting of Damage to human body is of paramount importance. The *Qur'an* explicitly declares that there is a Life for you in *Qisāas*. However, to avert hostilities in future, the Despondent has the option to forgive or accept *Diyyat.* All these three options have been testified by Qur'an, Sunnah and Ijmaʿa.100 Camels as *Diyyat* for free Muslim is valid with all four schools of Islamic jurisprudence. Similarly awarding Diyyat for free women, People of the book and other non-Muslims have also been validated in accordance with Islamic criminal law, based on Qur'an, Sunnah and Juridical interpretations of four schools of *Fiqh*.

Keywords: Diyyat, Qisās, Existing law, *Qatal e ʹAmad, Qaatl e Khata.*

چونکہ اسلام بحیثیت مذہب قانونی دائرہ کار کو بھی منضبط کرتا ہے اس لئے قانونِ اسلامی ایک ایسے ہدایتی عنصر کا مالک ہے جو اپنے مزاج کے اعتبار سے دیگر قوانین سے مختلف ہے اور بایں خصوصیت دنیا کا کوئی اور مذہب اس کا حریف نہیں۔ واضح رہے کہ اسلامی قوانین کا اصل منبع اور سرچشمہ ذات خداوندی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ اور دور خلافت میں اس کی جڑیں مضبوط ہونے لگی۔ علاوہ ازیں بنو امیہ اور بنو عباس کے ادوار میں قانونی ماہرین کی انفرادی کوششوں کے سبب اس کا ارتقائی عمل شروع ہوا، جو اپنے زمانے کے مجموعی رجحانات کی عکاسی کرتا ہے۔ مسلمانوں کو زندگی کے ہر شعبہ میں اس الہامی قوانین پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس سے روگردانی اور انحراف کرنے والے کو بالترتیب فاسق، کافر اور ظالم جیسے خطابات سے نوازا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ''وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ[1] (قوانین خداوندی کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے لوگ فاسق ہیں)۔ دوسری جگہ اس بابت ارشاد ہے کہ '' وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ[2] (قوانین خداوندی کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے لوگوں کو کافر قرار دیا گیا ہے)۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ[3] (قوانین خداوندی کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے لوگوں کو ظالم گردانا گیا ہے)۔

منجملہ ان قوانین میں اسلامی قانونِ فوجداری کو بھی خاصی اہمیت حاصل ہے۔ چونکہ اسلام امن کا داعی دین اور مذہب ہے اور ہر حال میں فتنہ وفساد کو دبا کر رکھ دینے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام ایک ایسے معاشرے کا قیام چاہتا ہے جہاں امن وامان اور عدل وانصاف کی فراوانی ہو، جہاں انسانی جان، عزت اور مال محفوظ ہو۔ لہٰذا مذکورہ امور کو تحفظ دینے کی خاطر اسلام نے پانچ ضروریات کی حفاظت پر خصوصی توجہ دی ہے جس کی حفاظت پر تمام الہامی شریعتیں متفق ہیں۔ ان میں تحفظ دین، جان، عقل، عزت اور مال شامل ہیں، جب مذکورہ ضروریات کو تحفظ حاصل ہو تب معاشرے میں امن قائم ہو گا اور ہر آدمی سکون کی زندگی بسر کر سکے گا۔ علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ نے تو مسلمان کی تعریف کچھ یوں بیان فرمائی ہے کہ ''الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ ۔۔۔۔ الخ[4]۔ پھر حقوق کی دو قسمیں ہیں۔ 1: بندہ اور رب کے مابین حقوق جن میں عقیدہ توحید اور ایمان کے بعد سب سے بڑا حق نماز ہے۔ 2: بندوں کے حقوق۔ بندوں پر جن میں سب سے بڑا حق خون کا ہے۔ واضح رہے کہ بروز محشر حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کے بابت پوچھا جائے گا جب کہ بندوں کے حقوق میں سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ ۔۔۔ الخ[5]۔

اگر مذاہب عالم کا بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تمام مذاہب کی رو سے قتل انسانی ایک جرم عظیم

ہے۔ لہذا تمام مذاہب نے اس عظیم جرم کی روک تھام اور بیخ کنی کے لئے مختلف قسم کی سزائیں مقرر کی ہے۔ اسی طرح اسلامی شریعت نے بھی مرتکب قتلِ عمد کو دائمی جہنمی قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ "وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا ۔۔۔۔الخ[6] (کسی مسلمان کو عمداً قتل کرنے والے کی سزا دائمی جہنم ہے اور اللہ اس پر غضب نازل کرے گا اور لعنت بھیجے گا، اور اللہ نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے)۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ۔۔۔۔الخ[7]۔

ازروئے فقہ قتل کی تین قسمیں ہیں۔ 1: قتل عمد 2: قتل خطاء 3: قتل شبہ عمد

قتلِ عمد باتفاق فقہاء موجب قصاص ہے تاہم مقتول کا ولی قصاص، دیت یا معافی کرنے میں بااختیار ہے۔ جب کہ ازروئے قرآن معافی کرنا افضل قرار دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ " وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى[8] (اور اگر تم معافی کرو تو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے)۔

قتلِ خطاء سے مراد قتل کی وہ صورت ہے جس میں کوئی انسان غیر ارادی طور پر جرم قتل کا مرتکب بن جائے۔ تو ایسے قتل کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ "وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا۔۔۔۔۔۔الخ[9] (اور جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر بیٹھے تو اس پر ایک مسلمان غلام آزاد کرنا فرض ہے اور دیت (یعنی خون بہا) مقتول کے وارثوں کو پہنچائے، الا یہ کہ اگر ان کی طرف سے دیت کی معافی ہو جائے)۔

اسی طرح شافعی، حنبلی اور حنفی مکتبہ فکر میں سے صاحبین کے نزدیک چھوٹا سا عصا یا ایسے آلے کے ضرب لگانے سے واقع ہونے والی موت جس سے بالعموم موت واقع نہیں ہوتی قتل شبہ عمد مراد ہے ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ ضربات مسلسل نہ ہو ورنہ پھر قتل عمد ہی قرار پائے گا[10]۔ بغیر اسلحہ کے واقع ہونے والے قتل میں ارادہ تادیب کو دیکھا جائے گا اس لئے تادیب کی غرض سے دینے والی ضرب سے واقع ہونے والی موت شبہ عمد متصور ہو گی[11]۔ ازروئے فقہ قتل کی مذکورہ قسم بھی موجب دیت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ " ألا إن قتيل الخطأ شبه العمد۔۔۔۔۔۔الخ[12]۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا فقہاء کے برعکس مالکی مکتبہ فکر کے فقہاء لاٹھی یا چھوٹے پتھر سے واقع ہونے والے قتل کو بھی قتل عمد قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ قتل کی دو اقسام یعنی قتل عمد اور خطاء کے علاوہ کسی اور قسم کے قائل نہیں ہیں[13]۔

شافعی، مالکی اور حنبلی مکاتب فکر کے فقہاء کسی آزاد شخص کے قتل و جراحت کی صورت میں لاگو ہونے والے مالی جرمانے کو دیت (خون بہا) قرار دیتے ہیں۔ یہ لفظ دراصل "ودیۃ" ہے جو 'ودی' سے مشتق ہے اور اس کا مطلب تاوان وصول کرنا ہے۔ اس کی بنیاد قرآن وسنت اور اجماع ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا۔۔۔۔الخ[14]۔ یعنی اگر کسی نے غلطی سے ایک مسلمان کو قتل کیا تو اس پر ایک غلام آزاد کرنے کے ساتھ اس کے ورثاء کو تاوان کی ادائیگی کرنا ہو گی، ہاں اگر وہ درگزر کر دے۔

ائمہ ثلاثہ کی متفقہ رائے میں سے **شافعی فقہاء** کی مذکورہ رائے کو شیخ شربینی اور شمس الدین الرملی نے باختلاف عبارات یوں ذکر کیا ہے۔

الدِّيَة هِيَ الْمَال الْوَاجِب بِالْجِنَايَة.......................وتثلث الدِّيَة فِي الْأَطْرَاف أَيْضا[15]

شافعی فقہاء فرماتے ہیں کہ دیت سے مراد وہ مال ہے جو کسی آزاد کی جان یا عضو کے تلف ہونے کے عوض مجرم پر عائد ہو جاتا ہے جس کی مقدار آزاد مسلمان کی جان کے عوض سو(100) اونٹ ہوں گے۔ جس کی دلیل نبی کریم ﷺ کی یمن والوں کے لئے لکھی گئی مکتوب ہے جب کہ ابن یونس کے نزدیک اس پر اجماع ہے، اور اس کا اطلاق مرد وزن دونوں کے قتل پر ہو گا۔ وجوب دیت کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ مقتول کو خون کی عصمت حاصل ہو۔ اگر مقتول عادی تارک الصلوۃ یا شادی شدہ زانی ہو اور کوئی مسلمان اس کو قتل کر ڈالے تو قاتل پر دیت و کفارہ میں سے کوئی چیز بھی لاگو نہیں ہو گی۔ قتل انسانی کے عوض سو اونٹ تاوان کا دستور سب سے پہلے حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب جب کہ ایک اور روایت کے بموجب ابو سیارہ[16] نے رائج کیا تھا، جسے بعد میں اسلام نے برقرار رکھا۔ علاوہ ازیں لفظ بعیر کا اطلاق اونٹ اور اونٹنی دونوں پر ہو گا۔ بصورت قتل عمد یہ تاوان تگنا لاگو ہو گا جس کی ادائیگی تیس چار سالہ، تیس پانچ سالہ اونٹوں، اور چالیس گابھن اونٹنیوں کی صورت میں ہو گی۔ علاوہ ازیں اعضاء کے ارتکاب جرم میں بھی اسی طرح تگنا تاوان لاگو ہو گا۔

ائمہ ثلاثہ کی متفقہ رائے میں سے **مالکی فقہاء** کی مذکورہ رائے کو امام مالک اور ابن رشد نے باختلاف عبارات یوں ذکر کیا ہے۔

مالکی فقہاء کے نزدیک دیت جمع دیات سے حقیقی اصطلاح میں مال کی وہ مقدار مراد ہے جو بصورت قتل عمد یا خطاء قاتل پر عائد ہو جاتا ہے۔ واضح رہے کہ بصورت خطاء یہ قاتل کے عاقلہ پر جب کہ عمد کی صورت میں آزاد معصوم جان کے قتل کے سبب قاتل ہی پر عائد ہو گا۔ قرآن وسنت اور اجماع امت ہی وجوب دیت کی دلیل ہے۔ دلیل از روئے قرآن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک ہے کہ ''وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَئًا۔۔۔۔۔الخ یعنی جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر بیٹھے تو اس پر فرض ہے کہ وہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور دیت مقتول کے ورثاء کو پہنچائے۔ اسی طرح از روئے سنت موطاء کی وہ حدیث ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے عمرو بن حزم کے لئے کچھ ہدایات لکھ کر دیئے تھے اسی میں مذکور تھا کہ ''انسانی جان کے عوض سو اونٹ کا تاوان واجب الادا ہو گا[17]۔

ائمہ ثلاثہ کی متفقہ رائے میں سے **حنبلی فقہاء** کی مذکورہ رائے کو ابن قدامہ نے باختلاف عبارات یوں ذکر کیا ہے۔

حنبلی فقہاء کے مطابق دیات جس کی واحد دیت ہے دراصل مصدر ہے جو اجماع سے ثابت ہے اس مال کا نام ہے جو کسی جرم

کے عوض متاثرہ شخص یا اس کے اولیاء کو ادا کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ "وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ ۔۔۔۔۔۔۔الخ[18]۔ اور اس کے علاوہ حدیث سے ثابت ہے کہ "انسانی جان کے عوض سو اونٹ کی تاوان واجب الادا ہو گی"۔ واضح رہے کہ دیت تب واجب ہوتا ہے جب کوئی کسی انسانی جان یا اس کے جسم کے کسی عضو کے تلف ہونے کا سبب یا شریک جرم بن جائے۔ علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ کا وہ مکتوب جو آپ ﷺ نے اہل یمن کو فرائض، سنت اور دیات کے بابت لکھ کر بھیجا تھا۔ اسی میں تحریر تھا کہ "فِي النَّفْسِ۔۔۔۔۔الخ۔ تاہم واضح رہے کہ اس بابت مسلمان، ذمی، مستامن اور معاہد باہم برابر ہیں۔ یہ فقہاء عمرو بن شعیب کی مرفوع روایت کے بموجب مزید فرماتے ہیں کہ قتل عمد اور شبہ عمد کی صورت میں مجرم پر دیت مغلظہ عائد ہو گی جس کی ادائیگی تیس چار سالہ، تیس پانچ سالہ اونٹوں اور چالیس گابھن اونٹنیوں کی صورت میں ہو گی[19]۔

ائمہ ثلاثہ کے برعکس حنفی فقہاء کی رائے مندرجہ ذیل ہے۔

فقہائے احناف کے نزدیک شبہ عمد کی صورت میں دیت مغلظہ کی ادائیگی عاقلہ پر ہو گی۔ اس میں اصل یہ ہے کہ قتل کا تاوان پیش آمدہ حالات کی بجائے ابتداً عائد ہوتا ہے اور عاقلہ پر اس کی ادائیگی خطاء ہونے کے اعتبار سے ہے۔ اور عمر بن خطابؓ کے فیصلے کے مطابق اس کی ادائیگی تین سالوں میں کرنی ہو گی۔ اسی طرح کفارہ کی ادائیگی بذمہ قاتل ہو گی جو ایک مسلمان غلام کی آزادی یا بصورت دیگر دو مہینے مسلسل روزے رکھنا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمھما اللہ کے نزدیک شبہ عمد کا تاوان سو اونٹوں کی چار قسموں میں سے یوں ادا ہو گا۔ یعنی پچیس دو سالہ، پچیس تین سالہ، پچیس چار سالہ، اور پچیس پانچ سالہ اونٹ ہوں گے۔ علاوہ ازیں فقہاء کے بموجب تاوان میں تغلیظ صرف اونٹوں کے ساتھ خاص ہے[20]۔

علاوہ ازیں فقہاء اقسام دیت کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں کہ

والدية على ضربين مغلظة ومخففة فالمغلظة................ عدمت الإبل انتقل إلى قيمتها([21])

از روئے فقہاء دیت دو اقسام پر مشتمل ہے 1۔ دیتِ مغلظہ 2۔ دیت مخففہ

دیتِ مغلظہ: دیت کی اس قسم میں سو اونٹوں کی ادائیگی ہو گی لیکن یہ بالترتیب (ثلاثون حقة) تیس چار سالہ، (ثلاثون جذعة) تیس پانچ سالہ اونٹوں، (أربعون خلفة) اور چالیس گابھن اونٹنیوں کی صورت میں ہو گی۔

دیت مخففہ: دیت کی اس قسم میں بھی سو اونٹوں کی ادائیگی ہو گی جس میں (عشرون بنت مخاض) بیس ایک سالہ، (عشرون بنت لبون) بیس دو سالہ، (عشرون ابن مخاض) بیس تین سالہ، (عشرون حقة) بیس چار سالہ اور (عشرون جذعة) بیس پانچ سالہ اونٹوں کی ادائیگی ہو گی۔ واضح رہے کہ یہ حنفی اور حنبلی فقہاء کی رائے کے مطابق ہے جس کی تفصیل بحوالہ ذیل

مذکور ہے[22]۔

اس کے برعکس شافعی اور مالکی مکتبہ فکر کے مطابق دیتِ مخففہ میں سو اونٹوں کی ادائیگی کی ترتیب یوں ہوگی۔(عشرون بنت مخاض) بیس ایک سالہ،(عشرون بنت لبون) بیس دو سالہ، (عشرون ابن لبون) بیس دو سالہ نر اونٹ، (عشرون حقة) بیس چار سالہ اور (عشرون جذعة) بیس پانچ سالہ اونٹوں کی ادائیگی ہوگی[23]۔

واضح رہے کہ اونٹوں کی عدم دستیابی کی صورت میں دیت کی ادائیگی اس کی قیمت کے حساب سے ہوگی۔

حنفی اور **حنبلی** مکتبہ فکر کے فقہاء اونٹوں کے ہوتے ہوئے بھی تاوان میں درہم و دینار ادا کرنا جائز قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک تاوان انہی تین اقسام سے ادا ہوگا۔ حنفی مکتبہ فکر کے امام ابو یوسف اور امام محمد تاوان کی ادائیگی سونے، چاندی اور اونٹ کے ساتھ ساتھ دو سو گائیوں ایک ہزار بکریوں اور سو جوڑوں (کہ ہر جوڑے میں دو کپڑے ہوں) سے بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ عمر بن خطابؓ نے ہر مال والے پر اس کے مال سے تاوان عائد کیا تھا[24]۔

حنفی اور حنبلی فقہاء کے برعکس شافعی اور **مالکی** مکتبہ فکر کے فقہاء تاوان میں بھیڑ، بکریوں، کپڑوں اور سامان لینے کی بجائے تاوان والوں سے اونٹ لینا مناسب خیال کرتے ہیں۔ تاہم ایک قسم کے اونٹ تاوان میں دینے پر بات پکی ہو جانے کے بعد مقتول کے اولیاء کسی اور قسم کے اونٹوں کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی موجود اونٹوں کی قیمت کا مطالبہ کر سکتے ہیں تاہم فریقین کی رضامندی کی صورت میں ایسا ہو سکتا ہے، کیونکہ اس تاوان میں مظلوم کا احترام پیش نظر ہوتا ہے۔ البتہ اگر دیت میں دینے والے اونٹ دستیاب نہ ہوں تو پھر امام شافعی کے پرانے قول کے مطابق ایک ہزار سونے کے سکوں یا بارہ ہزار چاندی کے سکوں کا تاوان ادا کرنا لازمی ہوگا۔ جیسا کہ عمرو بن حزم سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ "علی أهل الذهب ألف دينار۔۔۔۔۔۔الخ[25]۔ امام شافعی کے قول جدید کے مطابق درہم اور دینار میں تاوان ادا کرنا اونٹ کی رائج الوقت قیمت پر منحصر ہوگا چاہے جتنی بھی ہو کیونکہ یہ تلف شدہ چیز کا تاوان ادا کرنا ہے۔ لہذا جب اصل کا وجود محال ہے تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی اور قیمت وہی ہوگی جو اس وقت علاقے میں رائج ہو۔ اسی طرح کچھ اونٹ دستیاب ہونے کی صورت میں انہیں لے لیا جائے گا جبکہ باقی اونٹوں کی قیمت ادا کرنا ہوگی۔ علاوہ ازیں یہ فقہاء اس امر پر متفق ہیں کہ مریض اور عیب دار اونٹ تاوان میں نہیں دیا جائے گا تاہم اگر تاوان لینے والا راضی ہو اور وہ نیکی کرنا چاہے۔ کیونکہ اسے اپنے حق سے دست بردار ہونے کی اجازت ہے[26]۔

از روئے فقہاء خواتین، اہل کتاب اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں کی دیت کی تحدید:

تحدیدِ دیت کے بابت **شافعی** مکتبہ فکر کے فقہاء فرماتے ہیں کہ مجرم پر آزاد خاتون اور آزاد خواجہ سرا کی جان یا عضو کا تاوان مرد کے تاوان کا آدھا عائد ہوگا۔ جیسا کہ حدیث بیہقی میں ہے "دية المرأة۔۔۔۔۔الخ[27]۔ خاتون کی جان کے ساتھ اس کے اعضاء کے زخموں کا تاوان (بھی آدھا) ہوگا۔ جبکہ خواجہ سرا کا تاوان بھی خاتون کے تاوان کے برابر ہوگا کیونکہ خواجہ سرا کا تاوان خاتون سے زیادہ رکھنا مشکوک معاملہ ہے۔ لہٰذا کسی خاتون یا خواجہ سرا کو بصورت خطاء قتل کرنے پر قاتل کے خلاف دس بنت مخاض (یک سالہ)، دس بنت لبون (دو سالہ اونٹ)، (دس ابن لبون) دو سالہ نر اونٹ، (دس حقے) چار سالہ اور (دس جذعات) پانچ سالہ اونٹوں کی ادائیگی ہوگی۔ اسی طرح ان دونوں کے قتل عمد یا شبہ عمد کی صورت میں قاتل پر پندرہ حقے (چار سالہ)، پندرہ جذعات (پانچ سالہ) اور بیس خلفہ (گابھن اونٹنیوں) کی ادائیگی واجب ہوگی[28]۔

شافعی فقہاء مزید فرماتے ہیں کہ یہودی اور عیسائی چاہے ذمی، مستامن اور معاہد ہوں ان کی دیت مسلمان کی دیت کا ایک تہائی ہوگی۔ علاوہ ازیں حضرت عمرؓ نے یہودی کی دیت کے بابت چار ہزار درہم اور مجوسی کی دیت میں آٹھ سو درہم کا فیصلہ صادر فرمایا تھا۔ اسی طرح مجوسی کی دیت مسلمان کی دیت کے دسویں حصے کی دو تہائی ہوگی، بشرطیکہ وہ مستامن ہو تو اس صورت میں اس کی دیت کا وہی حکم ہوگا۔ کیونکہ حضرت عمر و عثمان اور ابن مسعود رضی اللہ عنھم نے مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم مقرر فرمائی تھی اور صحابہ کرام میں کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا تھا، اس لیے یہ اجماع کی صورت اختیار کر گئی۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ علی الاجماع اہل کتاب اور دین حق کے حامل ہیں، علاوہ ازیں ان کی خواتین سے نکاح اور ان کے ذبیحے جائز ہیں اور جزیہ بھی مانتے ہیں۔ اس کے برعکس مجوسی میں سوائے جزیہ ماننے کے اور کوئی خصلت نہیں ہے۔ لہٰذا مجوسیوں، بت پرستوں، سورج پرستوں، گائے اور درخت کے پجاریوں کا تاوان مسیحیوں اور یہودیوں کے تاوان کے پانچویں حصے کے برابر ہوگا۔ اگر کسی کو دین حق کی بجائے کسی اور دین کی دعوت پہنچی ہو تو اس بابت امام شافعیؒ سے یوں نص وارد ہے کہ یہودی اور عیسائی کی صورت میں ایک تہائی دیت عائد ہوگی۔ جب کہ مجوسی اور بت پرست کی صورت میں مسلمان کی دیت کے دسویں حصے کا دو تہائی عائد ہوگا[29]۔

مسئلہ مذکورہ میں **حنفی** مکتبہ فکر کے فقہاء حضرت علیؓ سے مروی موقوف اور نبی کریم ﷺ سے مروی مرفوع حدیث کی رو سے فرماتے ہیں کہ جان اور جان سے کم تر معاملے میں خاتون کی دیت مرد کے دیت کی نصف ہوگی۔ موقوف حدیث کو امام بیہقی نے بروایت ابراہیم النخعی ذکر کی ہے کہ "عن علي بن أبي طالب قال: عقل المرأة۔۔۔۔الخ[30]۔ اسی طرح

مرفوع حدیث کو امام بیہقی نے بروایت معاذ بن جبلؓ یوں روایت کیا ہے کہ "قال رسول اللهﷺ دية المرأة على۔۔۔۔۔۔الخ۔ علاوہ ازیں امام شافعیؒ کے قدیم قول کی رو سے اگر جرم کا تاوان تہائی سے زیادہ ہو تو اس کو نصف نہیں کیا جائے گا جب کہ اس سے کم پر اس حکم کا اطلاق ہو گا۔ تاہم فقہائے احناف اور امام شافعی ایک اور قول جس کو ابن المنذر اور امام ابو ثور نے بھی اختیار کیا ہے کے بموجب فرماتے ہیں کہ جرم کا تاوان چاہے کم ہو یا زیادہ اس کو نصف کیا جائے گا۔ اسی طرح ان فقہاء کے نزدیک ذمی اور مسلمان کا تاوان برابر ہے، کیونکہ امام ابو داؤدؒ نے مراسیل میں بروایت سعید بن المسیب نبی کریمﷺ کا یہ فرمان ذکر کیا ہے کہ "قال رسول اللهﷺ دية كل ذي عهد۔۔۔۔۔۔الخ[31]۔ علاوہ ازیں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی کے مطابق فیصلہ کیا کرتے تھے[32]۔

مالکی مکتبہ فکر کے فقہاء اس بابت فرماتے ہیں کہ جرم خطاء و عمد دونوں صورتوں میں آزاد مسلمان خاتون کا تاوان آزاد مسلمان مرد کے تاوان کا نصف ہو گا۔ لہٰذا اس کی رو سے خاتون کے جرمِ قتل میں پچاس اونٹ کا تاوان عائد ہو گا، اسی طرح سونے کی صورت میں پانچ ہزار دینار جب کہ دراہم کی صورت میں چھ ہزار درہم واجب الادا ہوں گے۔ واضح رہے کہ ان کے ہاں کل تاوان بارہ ہزار درہم ہیں۔ اسی طرح اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) کی دیت مسلمان مرد کے تاوان کا آدھا ہو گا اور ان کی خواتین کا تاوان ان کے مردوں کے تاوان کا آدھا ہو گا۔ علاوہ ازیں وہ مجوسی جو اہل کتاب میں سے نہ ہو دراہم کی صورت ان کی دیت آٹھ سو درہم ہو گی۔ اسی مناسبت سے سونے کی صورت میں یہ 66 دینار اور دینار کا دو تہائی ہو گا جب کہ اونٹوں کے حساب سے چھ اونٹ اور اونٹ کا دو تہائی حصہ ہو گا۔ اور اسی مناسبت سے ان کی خواتین کا تاوان بھی آدھا ہو گا۔ علاوہ ازیں جراحت رسانی کے جرائم میں بھی اسی مناسبت سے ان پر تاوان عائد ہو گا اور اسی طرح مرتد کے معاملات بابت دیت بھی اسی مناسبت سے عائد ہوں گے[33]۔

حنبلی فقہاء تحدید دیت کے بابت فرماتے ہیں کہ آزاد اہل کتاب کی دیت آزاد مسلمان کی دیت کا نصف ہو گا۔ اس بابت دو روایات مشہور ہیں ایک یہ جس کو امام ابو داود نے یوں روایت کیا ہے کہ "لما روى عمرو بن شعيب أن رسول الله قال: دية المعاهد۔۔۔۔۔۔الخ[34]۔ جب کہ اس بابت دوسری روایت امام نسائی نے یوں روایت کی ہے کہ "عقل أهل الذمة۔۔۔۔۔۔الخ[35]۔ امام ترمذی کے مطابق اگر کوئی مسلمان بصورت عمد کسی اہل کتاب کے قتل کا مرتکب بن جائے تو زوال قصاص کے سبب اس کا تاوان دوگنا ہو جائے گا اور حضرت عثمانؓ بھی اسی کے مطابق فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر، عثمان اور ابن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مطابق مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہو گی۔ مستامن ذمی کے مانند

متصور ہوگا تاہم بت پرست ہونے کی صورت میں دیت کے معاملے میں وہ مجوسی کے مانند ہوگا، کیونکہ اب وہ کافر ہے اور ان کی خواتین سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔ علاوہ ازیں وہ غیر معاہد جس کو دین حق کی دعوت نہ پہنچی ہو، کا قتل مؤجب ضمان نہیں ہوگا کیونکہ وہ غیر معاہد کافر کے مانند ہے لہٰذا اسے دار الحرب کی خواتین کے مشابہ قرار دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں حنبلی فقہاء خواتین کی دیت کی تحدید کے بابت اس بات پر متفق ہیں کہ مسلمان خاتون کی دیت مسلمان مرد کی دیت کا نصف ہوگا۔ اسی طرح اہل کتاب کی خواتین کی دیت بھی ان کے مردوں کی دیت کی نصف ہوگی[36] ۔

خلاصہ بحث:

فقہاء کی مذکورہ بالا آراء سے یہ بات عیاں ہے کہ کسی معصوم انسان کی جان اور عضو تلف کرنا تمام الہامی شریعتوں کے مطابق ایک سنگین جرم ہے۔ چونکہ انسانی معاشرہ میں اس قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں اس لئے اسلام نے باقاعدہ طور پر قصاص و دیت کا قانون لاگو کیا تاکہ معاشرے کا امن برباد نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل عقل کو یہ بات واضح کر دی کہ دراصل قصاص ہی میں تمھاری زندگی ہے۔ تاہم اس کے باوجود مقتول کے ولی کو قصاص، دیت یا معافی کرنے میں اختیار دیا گیا ہے اور معافی کرنے کو تقویٰ کے قربت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ قصاص کے ساقط ہونے کی صورت میں وجوب دیت قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ جس سے مراد مال کی وہ مقدار ہے جو کسی آزاد انسان کی جان یا عضو کے تلف ہونے کے بدلے مجرم پر عائد ہو جاتا ہے جس کی مقدار آزاد مسلمان کی جان کے عوض سو(100)اونٹ مقرر ہیں۔ مزید یہ کہ مرد و زن دونوں کے قتل پر مذکورہ تاوان کا اطلاق ہوگا، بشرطیکہ اسے خون کی عصمت حاصل ہو۔ علاوہ ازیں از روئے فقہ خواتین، اہل کتاب اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں کی دیت مذکورہ مقدار سے کم کر کے رکھ دی گئی ہے جس کی پوری تفصیل مذکورہ بالا صفحات میں فقہی مکاتب اربعہ کے آراء کی روشنی میں بیان کر دی گئی ہیں۔

حوالہ جات

[1] ۔القرآن،47:5

Al-Qur’an 5:47

2 ۔القرآن،44:5

Al-Qur’an 5:44

[3] ۔القرآن،45:5

Al-Qur’an 5:45

[4] ۔مسلم بن حجاج القشیری(م261ھ)، صحیح مسلم،(بیروت: داراحیاء التراث العربی، بدون تاریخ)65:1، رقم الحدیث41۔

Muslim bin Ḥajjāj al Qushairī, Dār al Aḥya al Turāth Al-ʿarabī,- Beirut, v. 1, p 65, hadith: 41.

[5]۔ابو عبدالرحمٰن، احمد بن شعیب النسائی (م303ھ)،السنن الکبریٰ، (بیروت: مؤسسہ الرسالہ،1421ھ/2021م)83:7، رقم الحدیث، 3991، باب: تعظیم الدم۔

Ahmad bin Shoʿaib al Nasāī, Assunan ul Kubrā’, M’assesa al Risāla,- Beirut, v.7, p 83, hadith: 3991.

[6]۔القرآن،93:4

Al-Qur’an 4:93.

[7] ۔احمد بن حنبل م الشیبانی(م241ھ)، مسند احمد، (بیروت: مؤسسہ الرسالہ:1421ھ/2021م)7: 152، رقم الحدیث:4065)

Ahmad bin Ḥanbal, Musnad e Ahmad, M’assesa al Risāla, - Beirut, v.7, p 152, hadith: 4065.

[8] ۔القرآن،237:2

Al-Qur’an 2:237.

[9] ۔القرآن،92:4

Al-Qur’an 4:92.

[10] ۔محمد بن ادریس، الشافعی(م204ھ)، کتاب الام(بیروت: دارالمعرفہ،1410ھ/1990م)348:7۔

Muhammad bin Idrees al Shafʿī, Al ’Umm, Dār al maʿrifa - Beirut, v.7, p 348.

[11] ۔محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی(م483ھ)، المبسوط،(بیروت: دارالمعرفہ1414ھ/1993م)56:26

Muhammad bin Ahmad bin Abi Sahl al Sarakhsī, Al mabsūt, Dār al maʿrifa - Beirut, v.26, p 56.

[12]۔النسائی، السنن الکبریٰ،41:8، رقم الحدیث :4795۔

al Nasāī, Assunan ul Kubrā’, v.8, p 41, hadith: 4795.

[13]۔مالک بن انس(م179ھ)، المدونہ،(بیروت: دارالکتب العلمیہ،1415ھ/1994م)554:4۔

Malik bin Anas, Al Mudaonah, Dār al kutub al ʿelmia, Beirut, v.4, p 554.

[14]۔القرآن،92:4

Al-Qur’an 4:92

[15] ۔محمد بن احمد الخطیب، الشربینی(م977ھ)، مغنی المحتاج، (بیروت: دارالکتب العلمیہ1415ھ/1994م) 295:5 ۔296۔

Muhammad bin Ahmad al Khateeb al Sharbīnī, Mughnī al Muḥtāj, Dār al kutub al ʿelmia, Beirut, v.5, p 295-296.

[16]۔ابو سیارہ کا پورا نام عمیلہ بن خالد العدوانی ہے۔ جس کے بابت کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس ایک کالے رنگ کا گدھا ہوا کرتا تھا جس پر وہ چالیس سال تک لوگوں کو مزدلفہ سے منیٰ تک لے جایا کرتے تھے۔ مؤرخین کے مطابق قتل کے عوض سو اونٹ کا تاوان قبل از اسلام اسی شخص نے رائج کیا تھا۔ علی بن حسن ابن عساکر(م 571ھ)، تاریخ دمشق، حقق: عمرو بن غرامہ العمروی(بیروت: دار لفکر، 1415ھ/1995م)40:481

Ali bin Hassan, Ibn ʿassakir, Dār ul fikar, Beirut, v.40, p.481.

[17]۔امام مالک، المدونہ 4:558۔565۔

Malik bin Anas, Al Mudaonah, v.4, p. 558-565.

[18]۔القرآن، 4:92

Al-Qur'an 4:92

[19]۔ابن قدامہ، المغنی 8:367۔370۔

Ibn Qudāma,Al Mughnī v.8, p 367-370.

[20]۔مرغینانی، الھدایہ شرح بدایۃ المبتدی 4:460۔463

Marghainānī, Al Hidāya fī Sharḥ Bidāya al mubtadī, v. 4, p. 460-463.

[21]۔ابو بکر بن محمد تقی الدین الحصنی(م 829ھ)، کفایۃ الاخیار، (دمشق: دار الخبر، 1414ھ/1994م)، ص 460۔

Abu Bakar Muhammad Taqi Uddīn al-Ḥusnī,Kifāyat ul akhyār, Dār ul khabar , Damascus, p460

[22]۔مرغینانی، بدایۃ المبتدی 244۔

Marghainānī, Bidāya al mubtadī, p. 244.

[23]۔امام شافعی، کتاب الام 7:186۔

Imām Shafʿī, Al ʾUmm, v.7, p 186.

[24]۔مرغینانی، بدایۃ المبتدی 244 ۔

Marghainānī, Bidāya al mubtadī, p244.

[25]۔ابو عبداللہ الحاکم النیسابوری (م 405ھ)، المستدرک علی الصحیحین ، تحقیق: مصطفی عبدالقادر عطا ، طبع اول (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1411ھ/1991م)1:552

Abu Abdullah al Hakim al Naisābūrī, Al Mustadrak ʿala al Saḥiḥain, Dār al kutub al ʿilmia - Beirut, v. 1, p 552.

[26]۔شربینی، مغنی المحتاج 5:298۔ 300۔

Al Sharbīnī, Mughnī al Muḥtāj, v. 5, p 298-300.

[27]۔ابو عبداللہ احمد بن الحسین البیہقی (م 458ھ)، السنن الکبریٰ (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1424ھ/2003م) 8:166، رقم :16305۔ باب ماجاء فی دیۃ المراۃ۔

Abu Abdullah Ahmad bin al Husain al Behaqī, Al-Sunan al Kubrā, Dār al kutub al ʿilmia - Beirut, v. 8, p 166.

[28]۔امام شافعی، الام 6:114۔

Imām Shafʿī, Al ʾUmm, v.6, p 114.

[29]۔ایضاً۔ 6:113۔

Ibid. v.6, p 113.

[30]۔ بیہقی، السنن الکبریٰ 8:167، رقم: 16309۔ باب ماجاء فی جراح المراۃ۔

Behaqī, Al-Sunan al Kubrā, v. 8, p 167, hadith: 16309.

[31]۔ سلیمان بن الاشعث السجستانی (م 275ھ)، المراسیل، ص 215، رقم 264۔

Suleiman bin al ʾAshʿas Al Sajistānī, Al Marāsīl , p 215, hadith: 264.

[32]۔ السرخسی، المبسوط 26:79۔

Al Sarakhsī, al Mabsūt, Dār al maʿrifa - Beirut, v.26, p 79.

[33]۔ ابو محمد عبداللہ بن ابی زید، القیروانی (م 386ھ)، النوادر والزیادات، (بیروت: دارالغرب الاسلامی، 1419ھ/1999م) 13:445۔447۔

Abu Muhammad Abdullah bin abi Zaid al Qeerwānī, Al Nawāder wa al Ziyādāt, Dār al ghaarb, Beirut, v. 13, p 445-447.

[34]۔ سلیمان بن الاشعث ابوداود (م 275ھ)، سنن ابوداود، (بیروت: مکتبہ العصریہ) 4:194، رقم: 4583، باب: فی دیۃ الذمی۔

Suleiman bin al ʾAshʿas, Abu Dawood, Sunan Abi Dawood, Maktaba al ʿasria, Beirut, v. 4, p 194, Hadith: 4583.

[35]۔ نسائی، سنن النسائی 8:45، رقم الحدیث: 480۔

Imam Al Nasāī, Sunan, v.8, p 45, hadith: 480.

[36]۔ الکوسج، مسائل امام احمد واسحاق بن راھویہ 7:3541 بذیل مسئلہ نمبر: 2558، 2559۔

Al Kousaj, Masāʾel Imam Ahmad bin Ḥanbal wa Isḥaq bin Rāhway, v. 7, p3541, problem: 2558, 2559.